۴،۲۲۹

سرزمینِ حج

تحریر محمد صادق موسوی گرمارودی

نقاش ک۔ طالقانی

ترجمہ محمد علی

ناشر خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی

ایران کوئٹہ

پاکستان

نام : سرزمینِ حجر
مصنف : محمد صادق موسوی گرمارودی
مترجم : محمد علی
تصحیح و ترتیب : ابوالعاصم عصروی
کتابت : محمّد باقر خوشنویس
نقاشی : ک ۔ طالقانی
تعداد اشاعت : تین ہزار
تاریخ اشاعت : مارچ ۱۹۸۶ء
پرنٹر : شفاف پرنٹنگ ایجنسی ۔ لوئر مال لاہور ۔
قیمت : ۱۲ روپے
ناشر : خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کوئٹہ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

تقدیم به:

امام کے شاگرد اور امت کے استاد

داستان راستان کے مؤلّف

مُتقّی استاد مُرتضیٰ مطہری شہید

کی خدمت میں ہدیہ

بچوں اور نوجوانوں کی فکری صلاحیتوں کو

ابھارنے والی انجمن

تہران۔ شارع استاد مطہری، شارع فجر نمبر ۳۷

بنامِ خدا

جب آپ مکہ سے شام کی طرف جاتے ہیں تو حجاز کے خشک اور ہموار بیابانوں کو پار کرنے کے بعد آپ ایک ایسی سرزمین میں پہنچینگے جن کے بیابان چھوٹے اور پہاڑ زیادہ اونچے نہیں ہیں، ان پہاڑی سلسلوں کے ایک پہاڑ کے دامن میں حجاز سے شام کی طرف قدیم تجارتی راستے سے دور آپ ایک شہر کے کھنڈرات دیکھیں گے جن کے کچھ کمرے پورے طور پر تراشے ہوئے پتھروں سے بنے ہوئے ہیں یہاں پہاڑ کے دامن میں ایک شہر تعمیر کیا گیا تھا جو بہت قدیم زمانے میں ایک باثمر اور دولتمند شخص کا مسکن تھا۔

جب ان گھروں کو دیکھیں گے جن کی چھتیں اور درو دیوار ہوا بارش اور مدتیں گزرنے کے سبب ویران ہو چکی ہیں اور بیابان کی ریت ان کی سطح کو چھپا چکی ہے لیکن ان گھروں کے بعض نشان اب تک موجود ہیں تو آپ ایسے کھنڈرات کو جن کی تعمیر میں نہ جانے کتنی محنت کی گئی تھی دیکھنے سے حیران ہونگے آپ یقیناً اپنے آپ سے پوچھیں گے کہ کس شخص کی کلہاڑی نے اس پہاڑ کے پتھروں کو کاٹ کر دیواریں تعمیر کی ہیں جن کو ترتیب سے اس طرح بنایا گیا ہے کہ محل کا اوپر والا حصہ نیچی بنی ہوئی چھت کے نیچے نظر آئے وہاں بیٹھ کر دیکھیں اور عبرت حاصل کریں سوچنا چاہیئے کہ شہر کو کس طرح ماہرانہ اور حیرت انگیز بنایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طاقت جو انسانی طاقت سے بڑھ کر ہے پہاڑ کے خاموش سرد دامن سے ایسی تعجب خیز چیز بنا سکتی ہے اس منطقے کے نیچے ایک ہموار اور وسیع علاقہ جو پہاڑ کے دامن کے ساتھ ساتھ نیچے کی طرف پھیلا ہوا ہے وہاں ایسے گھر بھی ہیں جو شہر سے لے کر بیابانی سطح تک پھیلے ہوئے ہیں اس بے درو دیوار شہر کا ہر کھنڈر جسے اب فراموش کیا جا چکا ہے۔ آپ کے جذبہ تحقیق کو ابھارتا ہے اور آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس قسم کا شہر تھا۔ کیوں اس طرح خاموش سنسان اور بھولا ہوا ہے۔

صدیاں پہلے، جنگ تبوک کے وقت، حضرت رسولِ مقبولؐ اس سرزمین میں پہنچے تو فرمایا یہ پتھروں کی سرزمین، قوم ثمود کی رہائش کی سرزمین، ہمارے سامنے ہے۔

قرآن مجید میں بھی ایسے مضبوط گھروں کا ذکر اور اس قوم کی سرزمین کا نام مذکور ہے۔

اب تک (۴۵) پینتالیس صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے جب یہ خاموش کھنڈرات ایک آباد شہر تھے۔ پینتالیس صدیاں پہلے اس کم اونچے پہاڑ کے دامن کے نشیبی علاقے میں ایک ہموار اور وسیع سطح زمین پر ایک خوبصورت شہر تھا جس کی آب و ہوا معتدل اور عمارتیں اونچی اور ایک چشمہ بھی تھا جس کا شفاف پانی وہاں کے رہنے والوں کے لئے کافی تھا اگر آپ شہر کے اطراف میں واقع کسی غیر ہموار اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر نیچے کی زرخیز زمین کو دیکھتے ہیں جس میں بہت سے شاداب باغات اور گندم کے کھیت تھے یہ سرسبز باغ اور ان کے درختوں کی شاخیں ہوا کے جھونکے سے ہلتیں اور بادِ نسیم سے یہ شاخیں آپس میں ٹکراتی تو ایک نغمے کی سی آواز پیدا ہوتی تھی۔ ذرا دور گندم کے خوشے سورج کی چمک میں، سونے کا ایک دشت نظر آتے تھے پیلے اور چمکیلے۔ شہر اپنی وسیع سڑکوں کے ساتھ اس پیلے اور سبز حلقے میں گویا ایک انگوٹھی کا نگینہ معلوم ہوتا تھا۔

اگر آپ ان وسیع اور پتھر کے فرش والی سڑکوں سے گزرتے تو شہر کے مرکز میں جہاں شہریوں کا بتکدہ واقع تھا، پہنچ جاتے۔ بتکدے کی عمارت جیسے پہاڑ کے دامن میں پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ اونچی تھی بتکدے کے اندر جس کی چھت اونچی اور متعدد دروازے تھے چھوٹے بڑے بہت سے بُت مختلف شکلوں میں اپنے پایوں پر کھڑے تھے بعض مجسمے آدھے تو انسان اور آدھے حیوانی شکل میں تھے جن کے سر اور گردن مختلف زیورات سے سجائے گئے تھے اس شہر کے لوگوں کے چہرے سفید، قد اونچے اور جسم طاقتور، وہ سب ثمود کی اولاد تھے اسی لئے وہ قومِ ثمود کے نام سے مشہور تھے۔

ثمود عاد کا بیٹا، عاد ارم (کا بیٹا) ارم سام کا بیٹا اور سام نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ ان لوگوں کا پیشہ تجارت، بھیڑ بکریاں پالنا اور کاشتکاری تھا۔ ان کی تجارت پُررونق، چراگاہیں وسیع اور کاشت کی پیداوار زیادہ تھی مجموعی طور پر وہ دولتمند اور آسودہ حال زندگی گزارتے تھے۔

ان کی زندگی کا یہ معمول بھی ان حالات کے لئے سازگار تھا کیونکہ ایک طرف سرزمین شام کے پہاڑی سلسلے کے سبب آب وہوا معتدل تھی اور دوسری طرف ایک صاف وشفاف اور میٹھے پانی کا چشمہ تھا جس سے ان کے پینے کی ضروریات پوری ہوتیں اور ساتھ ہی ان کے کھیتوں اور مویشیوں کو بھی سیراب کرتا تھا۔

حضرت نوحؑ کی وفات کو صدیاں گزر گئیں ۔ ایک کے بعد دوسری نسل نے جگہ لے لی ۔ اس عرصے میں ثمود کی قوم بھی خدا کو ایک ماننے اور اس کی عبادت سے دور ہوتی گئی ۔شیطان جو ہمیشہ سے انسان کا دشمن ہے قوم ثمود کو گمراہی کی طرف لے جا تا رہا چنانچہ وقت گزرتا گیا اور یہ قوم خدا کی یاد اور اسکی نعمتوں کو بھلا بیٹھی ۔ دنیا کی رنگینیاں ، دولت کی فراوانی اور بے فکری نے قوم کو اور بھی گمراہ کیا ۔ قوم کے بزرگوں نے ایک بت بنایا اور اسکی پرستش کرنے لگے یہ رسم ان کی اولاد میں ترقی کرتی گئی آخر کار بت پرستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ سمجھ بیٹھے کہ ان کے بزرگ اپنے تمام تاریخی دور میں ہرگز خدا پرست نہ تھے جب خدا پرستی ترک ہوگئی تو بری عادات و بدکرداری جڑ پکڑ گئی وہم اور واہیات خیالات ان کے ذہنوں پر چھا گئے ۔شرافت ، انسانیت اور خوبی اس معاشرے میں ختم ہو گئی ۔

اب ان کی زندگی کا مقصد صرف دولت کا حصول تھا۔ ظلم اور طاقت سے اپنے مقصد کو حاصل کرنا عام ہوگیا۔ ذاتی، خاندانی فخر اور اقتدار حاصل کرنے کا طریقہ عام ہوتا گیا۔ یہ تصور کہ اقتدار بڑھتا جائے، گھر زیادہ وسیع اور آراستہ ہو، دسترخوان پر پُر تکلف غذائیں ہوں کنیزوں اور غلاموں کی تعداد زیادہ ہو۔ مختصراً یہ چیزیں خواہشات میں شامل تھیں۔ انصاف اور پاکیزگی کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی، شرابی اور بدمست ہوگئے نتیجہ یہ ہوا کہ کفر اور بدبختی کے نشے میں چور، ذلت کے گڑھے میں گر گئے۔

انہی دنوں قوم میں سے ایک پاک طینت شخص جو حضرت نوح ؑ کا پوتا تھا اٹھ کھڑا ہوا اور لوگوں کو اپنی رسالت کی دعوت دی ان کا نام "صالح ؑ" وہ ثمود کے خاندان سے تھے۔

صالح ؑ خدا کا پیغمبر تھا، بچپن ہی سے وہ بتکدے میں نہیں گیا تھا اور کسی بت کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ قوم ثمود کے کسی شخص

کو یاد نہیں کہ صالحؑ سے کوئی جھوٹ یا بری بات سنی ہو، صالحؑ نے کبھی شراب نہیں پی اور کسی کو نہیں ستایا تھا اس کے بچپن اور جوانی کا زمانہ پاکیزگی، سچائی، اور خدا پرستی میں گزرا تھا اور اب اپنی گمراہ قوم کے ہاتھ کے بنے ہوئے بے جان بتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا وہ اپنی قوم کو پریشانی، جہالت اور برائیوں سے نجات دینے کی امید لئے اٹھ کھڑا ہوا صالحؑ اپنی قوم کو بت پرستی، گناہ اور برے کاموں سے دور رکھنا ظالموں کے تشدد کو روکنا، لوگوں کو قیادت کے دن جواب طلبی سے ڈرانا اور پروردگار کی رحمت کی امید دلانا چاہتا تھا۔ تاکہ توحید اور انصاف کو معاشرے میں رواج دے سکے اور عوام کو بت پرستی کے اندھیرے سے نکال کر خداشناسی کے نور کا راستہ دکھائے

مذکورہ مقاصد کے حصول کیلئے حضرت صالحؑ نے قوم کو دعوت دینا شروع کی وہ جہاں بھی جاتا خدا کی باتیں کرتا۔ خدا کی حمد وثنا اور تعریف کرنا اور بتوں کی برائیاں بیان کرنا اسکے موضوع میں شامل تھا قوم ثمود کے بزرگ لوگ حضرت صالحؑ کی باتوں پر توجہ نہ دیتے کبھی غصے اور کبھی طنز و مزاح کی دوسری باتوں سے صالحؑ سے پیچھا چھڑاتے ساتھ ہی عوام میں اسے مخبوط الحواس ظاہر کرتے لیکن حضرت صالحؑ ایک پہاڑ کی طرف اپنی بات پر قائم رہے۔ اسکے موعظے روز گذرنے والے دن کی نسبت زیادہ اور بہتر ہوتے۔ وہ سڑکوں، میدانوں، گلی کوچوں، گھروں جہاں کہیں ضرورت محسوس کرتے وہاں پہنچ کر تبلیغ شروع کر دیتے اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے مہینے اور سال گزرتے گئے اور صالح کوئی تھکاوٹ محسوس کئے بغیر عقلمندی سے اپنی تبلیغ جاری رکھے رہے۔ آہستہ آہستہ کچھ اشخاص صالحؑ کے معتقد ہو گئے اسکی باتوں میں ایک خاص قسم کی تاثیر تھی جو باشعور اور نیک جذبات والوں کو اپنا فریفتہ بناتی۔ قوم ثمود کے بزرگ لوگ آہستہ آہستہ صالحؑ کی باتوں کی اہمیت سمجھنے لگے اور انہیں بتایا گیا کہ قوم کے کچھ غریب اشخاص صالحؑ سے مل گئے ہیں تو ان بڑے آدمیوں کے دلوں میں خوف پیدا ہوا وہ سوچنے لگے کہ ایسا نہ ہو کہ صالحؑ کی سرگرمیاں ان کی عیش وعشرت کو درہم برہم کریں اور اقتدار کی کرسی ان سے چھن جائے۔ قوم ثمود کے یہ بت پرست اور بڑے بڑے آدمی سنجیدگی سے سوچنے لگے کہ خوف کی فضا میں گھر گئے ہیں کیونکہ ہر روز جو گزرتا ہے صالحؑ پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اگرچہ ایمان لانے والوں کی تعداد زیادہ نہ تھی اگرچہ امکان تھا کہ کم عرصے میں ان کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہو جائے قوم کے ان بزرگوں نے محسوس کیا کہ صالحؑ اکیلا ہی ان کے باطل عقیدے کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے لیکن وہ روزانہ لوگوں کے دلوں میں زیادہ مقبول ہو رہا ہے انہوں نے دیکھا کہ وہ ان کے خداؤں کا ذکر برے انداز سے کرتا ہے مثلاً ان کو بے کار اور بے طاقت مجسمے سمجھتا ہے اور ان بتوں کے ماننے والوں کو بے دین

عیاش اور ظالم قرار دیتا ہے آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہیں یقین ہوگیا کہ اگر صالحؑ کی سرگرمیوں کو نہ روکا گیا تو جلد ہی ان کی حاکیت اور ظلم کا خاتمہ ہو جائیگا اس لئے ایک جلسہ منعقد کرکے آپس میں مشورے کئے اور فیصلہ کیا کہ بہتر تو یہی ہے کہ پہلے تو صالحؑ کے ساتھ بات چیت کریں یا سختی کے ذریعے اسے اس کام سے روکیں۔ لہذا اس فیصلہ پر اپنی مشاورتی مجلس کو برخاست کرکے اپنی اپنی راہ لی۔

صالحؑ کھڑا تھا اور اس کا لمبا کوٹ ہلکی ہوا میں ذرا ہل رہا تھا اس کا ماتھا اونچا، چہرہ سفید معصوم تھا۔ مقدس داڑھی کے بال ہولے سے ہل رہے تھے نگاہیں کشش اور جاذبیت تھی ملکوتی نور سے منور آنکھوں سے اپنے معتقدوں کی طرف دیکھ رہا تھا ایک مختصر گروہ اس کے اردگرد کھڑا تھا۔ کچھ لوگ کھڑے اور کچھ بیٹھے ہوئے تھے اس خدائی مبلغ کے ہونٹوں اور خدا طلب (طالب) آنکھوں کی طرف دیکھ رہے تھے ہر وہ بات جو اس کے مقدس ہونٹوں سے نکلتی اس کے پاکباز عقیدتمندوں کے دلوں میں نقش ہوجاتی اسکی ملکوتی باتیں روحوں کو آسمان کی طرف لیجاتیں۔ صالحؑ اپنی قوم کی تھکی ہوئی ارواح کو رحمت الٰہی کی خوشخبری دیتا اور قوم کے گندے جسم کو تقوی اور پرہیزگاری کے تالاب میں دھو کر پاک کرتا جس وقت وہ تقریر کرتا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عوام کے پاؤں سے برائی کی زنجیریں کاٹی جارہی ہیں سامعین اسکی باتوں کی بلند اور دھیمی آواز کے ساتھ بہشت کے باغات اور خدا کے نور و رحمت کے ساتھ عالم بالا کا سفر کر رہے ہوتے سننے والے اپنی کھوئی ہوئی شخصیت کو حاصل کرکے خدا پرستی کی طرف لے جاتے تھے۔

صالحؑ ایمان لانے والوں کے لئے سب کچھ تھا یعنی باپ، سرپرست، استاد، راہنما، مددگار اور پیغمبر۔ لوگ آتے اور بڑی دیر تک صالحؑ کے پاس بیٹھے اور وہ ان کے لئے خدا کی بابت باتیں کرتا وہ طہارت اور پاک ہونے کی باتیں کرتا نیکیوں کا ذکر کرتا یا مقصد زندگی گزارنے کا طریقہ ان کو سکھاتا وہ ان کو بتاتا کہ وہ انسان ہیں اور یہ کہ انسان خدا کا بہترین اور اونچے مقام والا بندہ ہے۔ صالحؑ انکو یاد دلاتا کہ وہ بے فائدہ اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ ذمہ دار ہیں کیونکہ دنیا کی ہر چیز انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے اور خود انسان خدا کے لئے۔

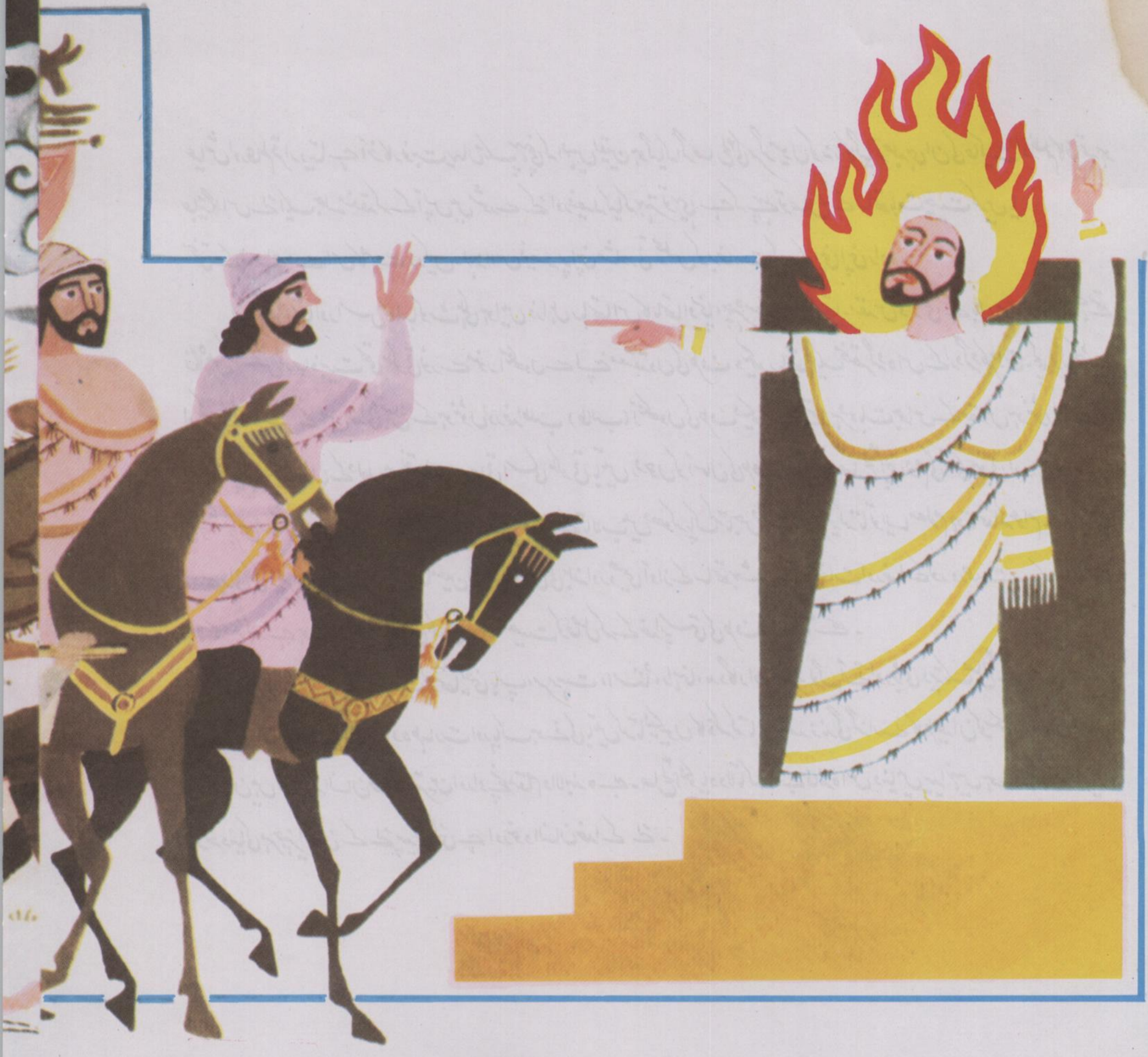

ایک دن جب صالح (ع) اپنے معتقدوں کے سامنے واعظ اور ہدایت میں مشغول تھا تو بت پرستوں کے سردار وہاں آئے ایک کونے میں کھڑے ہو کر صالح کی باتیں سننے لگے اور اس چھوٹے مجمع کو دیکھتے رہے سردار بڑے تعجب سے ان مشتاق مومنوں کو دیکھتے تھے جو بہت توجہ سے صالحؑ کی باتیں سنتے ۔ ایمان لانے والے ان پیاسوں سے مشابہت رکھتے تھے جو پینے کے صاف پانی تک پہنچے ہوں اور یہ پینے سے ان کی جان میں جان آگئی ہو ان کے دل ہدایت کے نور سے روشن تھے اور مجمع کے منتشر ہونے کے بعد معلوم ہوتا تھا کہ وہ نئے سرے سے دنیا میں آئے ہیں وہ خوشی خوشی جلدی جلدی جاتے تاکہ اپنی زندگی میں اپنے پیغمبر کی ہدایت پر عمل کریں نہ معلوم اسکی باتوں میں کیا اثر تھا ؟

کہ ایمان لانے والوں کی روح کو اس طرح روشنی اور پاکیزگی پہنچاتا اسکی باتیں مومنوں کے دلوں پر کیا اثر چھوڑتیں. بہرحال بت پرست سردار مذاق اور تعجب سے اس واعظ اور اس کے مختصر سننے والے گروہ کو دیکھتے رہے۔

جس وقت صالحؑ کی باتیں ختم ہوئیں اور مومنوں کا گروہ بکھر گیا تو بت پرست آگے بڑھے اور ان کا سردار بولا !

جب تو چھوٹا بچہ تھا اور قوم کے برخلاف تو بُت کی پرستش نہیں کرتا تھا تو کچھ لوگ تجھے ستانا چاہتے تھے ہم نے ان سے کہا کہ تجھے نہ ستائیں ہم سمجھتے تھے کہ جوان ہو کر تجھے ہوش آئے گا اور دوسروں کی طرح ہمارے باپ دادا کے بتوں کے سامنے آداب بجالائیگا اور بتخانے میں جائیگا۔ اسی لیئے ہم نے کئی سال تک تجھے کچھ نہیں کہا تیرے ساتھ نرمی سے سلوک کیا تیرے معاملات میں مداخلت نہیں کی تجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور تو اپنی مرضی کے مطابق آزاد پھرتا رہا اور جوان ہوا لیکن جوانی میں بھی تو ہمارے بتکدے میں نہ گیا بتوں کی پرستش نہ کی بلکہ کبھی تو ہمارے مسلک اور ہمارے بزرگوں کے دین مذہب کے خلاف بولتا رہا پھر بھی ہم صبر کرتے رہے اور کچھ نہ کہا کیونکہ ہمیں امید تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تو اپنی قوم کے دین کی طرف لوٹ آئیگا لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ اتنے برس گزرنے کے دوران تو خود تو بت پرست نہ ہوا بلکہ اب تو لوگوں کو بتخانے میں جانے سے روک رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بے جان اور بے فائدہ ہیں یہ کہ ان میں کوئی طاقت نہیں. تو نے اپنے معتقدوں کو حکم دیا ہے کہ کسی بت کے سامنے قربانی نہ دیں اور اپنے نذر و نیاز بتخانے کو نہ دیں تو لوگوں کو ایسے خدا کی عبادت کی دعوت دیتا ہے. جسے دیکھا نہیں جا سکتا شاید تو قوم ثمود کی شان و شوکت اور عظمت کو مٹانا چاہتا ہے اور ممکن ہے تو ہم میں بے اتفاقی پیدا کر کے لوگوں کی پُرسکون زندگی کو فتنہ اور فساد میں تبدیل کرنا چاہے اگر تجھے دولت کی خواہش ہے تو ہمیں بتادے تو جتنی رقم چاہتا ہے ہم تجھے دیں گے اور اگر تو قوم کا سردار بننا چاہتا ہے تو ہم اس کام میں تیری مدد کر سکتے ہیں اگر تو بیمار ہے یا کوئی اور چیز چاہتا ہے تو ہم پر بھروسہ کر جو کچھ تو چاہتا ہے ہم تیری ضرورت پوری کریں گے۔

صالحؑ آرام اور پروقار طریقے سے ان کی باتیں سنتا رہا۔ بت پرستوں کے سردار نے اپنا بیان جاری رکھا۔

مجھے ڈر ہے کہ جو طریقہ تو نے اختیار کیا ہے اس کا انجام تیرے اور ہماری قوم کے لئے بُرا ہوگا میں اس دن سے ڈرتا ہوں جب فرصت ہاتھ سے نکل گئی ہو۔ اس دن لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر تیری جان لینے کی خاطر تجھ پر حملہ کریں گے ہماری نصیحت قبول کر اور اپنے اس بے کار کام سے ہاتھ اٹھا لے اور اس کے بعد ایسی باتیں نہ کر بے فائدہ خود کو پریشانی اور تکلیف میں مبتلا نہ کر۔

صالحؑ نے کہا :۔ مجھے خدا کی طرف سے حکم ملا ہے کہ قومِ ثمود کو بت پرستی سے نجات دلاؤں قوم کو برائیوں سے پاک کروں تاکہ وہ گناہوں سے توبہ کرے اور ہدایت و سچائی کی راہ پر چلے تاکہ قوم کو دونوں دنیا میں سعادت نصیب ہو جائے میں قوم سے کہتا ہوں کہ خدا کی پرستش کرو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی اور خدا نہیں ہے اسی خدا نے تم کو اس دنیا میں پیدا کیا اور زندگی عطا کی اسی کی بارگاہ میں توبہ کرکے صرف اسی سے بخشنے کی دعا کرو میرا اور تمام مخلوق کا خدا تمہارے قریب ہے وہ تمہاری دعا قبول کریگا کیا میری یہ باتیں بے چین ہونے کا سبب ہیں اور تم کو میری باتوں سے تشویش ہے؟ کیا میں نے نیکی کی طرف بلانے کے سوا کوئی اور کام بھی کیا ہے ؟

جب بت پرست سمجھ گئے کہ وہ صالحؑ کو نہیں روک سکیں گے تو ناراض ہو کر بولے :

تو بھی ہماری طرح ایک انسان ہے تو تو ہم سے زیادہ دولتمند ہے اور نہ ہم سے زیادہ طاقتور ۔ نہ تیرے پاس وسیع باغات ہیں نہ بڑا محل اور نہ ہی زیادہ کنیزیں اور غلام ۔ تو نسلی اور خاندانی لحاظ سے بھی ہم سے اعلا نہیں تو بھی قوم ثمود کا ایک شخص ہے پھر تیرے خدا نے کس بنا پر تجھے پیغمبری کے لئے چنا ؟ جبکہ تجھ سے زیادہ دولتمند اور طاقتور اشخاص ہم میں موجود تھے شاید ہم پیغمبری کے لئے تجھ سے زیادہ لائق ہوں اگر حقیقت میں تیرے خدا کا کوئی وجود ہے تو اسے چاہیے تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو پیغمبری کے لئے انتخاب کرتا ہم اپنے باپ دادا کے دین کو نہیں چھوڑینگے اور تجھے قوم کے کسی شخص کو اس کے مذہب سے منحرف کرنے نہیں دینگے ۔

صالحؑ نے انہیں نصیحت کی اور سچائی کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی لیکن بت پرستوں نے غصے میں صالحؑ کو سخت جواب دیا اور واہیات باتیں بولتے ہوئے صلواتیں سناتے ہوئے چلے گئے ۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ صالحؑ قوم کو زمین و آسمان کے خدا کی راہ پر نہ چلا سکے ۔ اس دن کے بعد یہ بت پرست جہاں بھی بیٹھتے ۔ لوگوں کو صالحؑ سے ملنے نہ دیتے وہ صالحؑ کو جادوگر ، جنونی اور جنات کے زیر اثر ہونے کا الزام لگاتے تھے ۔

صالحؑ بھی بیکار نہیں بیٹھا وہ ہر روز قوم کے پاس آتا ۔ نیکی ، سچائی اور خدا پرستی کی دعوت دیتا وہ قوم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا اور رحمتِ خداوندی کی خوشخبری سناتا ۔ قوم کی برائیاں گنواتا اور بت پرستی سے بچنے کے لئے کہتا ۔

کئی سال تک صالحؑ اور بت پرستوں میں کھینچا تانی کا سلسلہ جاری رہا ۔ ان تمام تکالیف کے باوجود صالحؑ پیغمبر برداشت کرتا رہا صرف ایک قلیل اور محدود تعداد کے سوا ، اس کے معتقدوں کی تعداد بڑھنے نہ پائی اور اکثریت صالحؑ کے مسلک کی طرف راغب نہ ہوئی اور بت پرست رہی ۔

آخر کار بت پرستوں نے صالحؑ کو بدنام کرنے کا سوچا اس مقصد کے لئے ایک دن وہ صالحؑ کے پاس آکر بولے ۔

اگر تو خدا کا پیغمبر ہے اور تیری دلیل یہ ہے کہ تیرا خدا ہر کام کرنے پر قادر ہے تو ہمیں کوئی معجزہ دکھا تاکہ ہم تجھ پر ایمان لائیں ۔

صالحؑ نے پوچھا کس قسم کا معجزہ ہو ؟

انہوں نے کہا : " اپنے خدا سے درخواست کر کہ اس پتھر کے پہاڑ سے جو ہمارے شہر کے نزدیک واقع ہے ایک سرخ بال والی اونٹنی بمعہ اسی رنگ کا بچہ باہر نکال دے تاکہ ہم ہر روز اس سے دودھ حاصل کر سکیں ۔

صالحؑ نے کہا میرے خدا کے لئے یہ بہت آسان بات ہے ۔ تم لوگ کل آؤ جس چیز کی خواہش ہے میں وہ اپنے خدا سے مانگوں ۔ بت پرست لوٹ گئے ۔ انہیں یقین تھا کہ صالحؑ ایسا معجزہ نہیں دکھا سکے گا چنانچہ ہر قسم کی باتیں کہنے لگے وہ اس بات سے غافل تھے کہ صالحؑ کا خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔

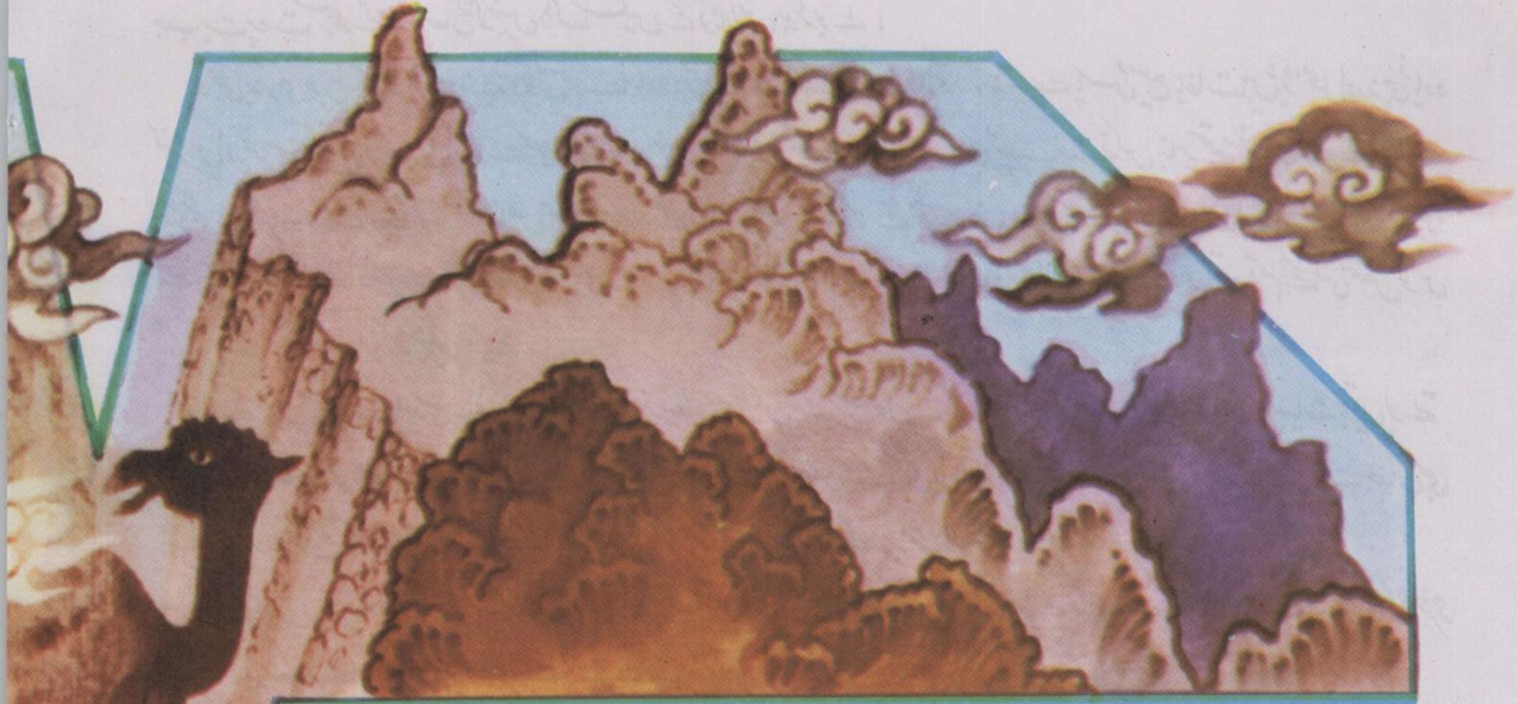

رات آن پہنچی لوگوں کی آمد ورفت رُک گئی۔ بت پرست اس بات سے خوش تھے کہ جلد ہی صالحؑ کو بدنام کرکے اپنا مقصد پائینگے
جب رات گزر ہی تو صبح کی سفیدی پھیل گئی اور سورج نکلا بُت پرستوں نے شہر کے تمام لوگوں کو اطلاع دی، مرد، عورت بوڑھے
اور جوان لوگوں کا ہجوم پہاڑ کے دامن میں جمع ہو کر صالحؑ کا انتظار کرنے لگے اس دوران صالحؑ پیغمبرانہ شان وشوکت اور پُروقار انداز سے مومنوں
کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں پہنچا اور پہاڑ کے دامن میں ہاتھ اٹھا کر پروردگار سے دعا کی کہ اسکی قوم کے تقاضے کو پورا کرے صالحؑ کی دعا ابھی
ختم نہ ہوئی تھی کہ پہاڑ میں شگاف پڑا اور لوگوں کی حیران آنکھوں کے سامنے ایک بڑی اونٹنی لال بالوں والے بچے کے ساتھ وہاں سے
نکلی جوں ہی پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو چرنا شروع کیا۔ لوگ بڑے تعجب سے اونٹنی اور اس کے بچہ کو دیکھتے رہے جن کی آنکھوں کے
سامنے ایک بڑا معجزہ واقع ہوا اس وقت صالح نے بت پرستوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ ہے وہ معجزہ جو تم چاہتے تھے کیا اب بھی تم میرے پروردگار کی قدرت اور حکمت پر ایمان نہیں لاؤ گے؟ کیا عزیز اور مہربان خدا کے سوا کوئی
اور ہے جو ایسے حیوان کو سنگلاخ پہاڑ میں پیدا کرے اور برآمد کرے؟"

بُت پرستوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا پھر بھی وہ ایمان نہ لائے بت پرستوں کے سرداروں نے چلّا کر کہا۔
"تو زبردست جادوگر ہے اور یہ ایک بڑا جادو ہے لیکن تو ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے بیزار نہیں کر سکتے۔"

اس موقع پر چند ایک آدمی جن کا دل گناہوں سے ابھی پوری طرح سیاہ نہیں ہوا تھا۔ صالحؑ پر ایمان لے آئے لیکن پھر بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد جنہوں نے اس بڑے معجزے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ خدا کے دین کی طرف مائل نہ ہوئے اور کافر رہے۔ صالحؑ نے واعظ و نصیحت کے ذریعہ انہیں قیامت کی یاد دلائی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صالحؑ خاموش اور سرد پتھروں کے سامنے تقریر کر رہا ہے، ان کی طرف سے مذاق اڑانے اور ایک دوسرے کو اشارے کرنے کے سوا کسی طرح کا خیال نہ ہوا گویا شیطان ان کی روحوں پر فتح پا چکا تھا اور وہ خود شیطان بن گئے تھے۔

اونٹنی تھوڑی دیر بیابان میں چرتی رہی پھر وہ اس شہر کے ایک وتنہا چشمے کی طرف گئی اور اس تالاب کے کنارے کھڑی ہو گئی جس میں پانی جمع ہوتا تھا لوگ وہاں کھڑے اسے دیکھ رہے تھے اونٹنی نے پانی سے منہ لگا کر سارا پی لیا۔ بت پرستوں نے شور مچایا کیونکہ اب تالاب میں ان کے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے چشمے سے پانی باقی نہیں رہا تھا اس میں پانی بھر جانے کے لئے کم از کم ایک دن کی ضرورت تھی۔

بت پرست بے چین اور شور مچاتے ہوئے صالحؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

"تیرے خدا کی اونٹنی نے تو تالاب کا تمام پانی پی لیا اور ہم آج پانی سے محروم ہو گئے اگر اسی طرح اونٹنی ہر روز تالاب پر آئی تو ہمارے کھیتوں کی تمام پیداوار پانی نہ ملنے کے سبب تباہ ہو جائیگی اگر ہر روز یہ سلسلہ جاری رہا تو یقیناً ہماری قوم اس اونٹنی کو مار ڈالیگی۔

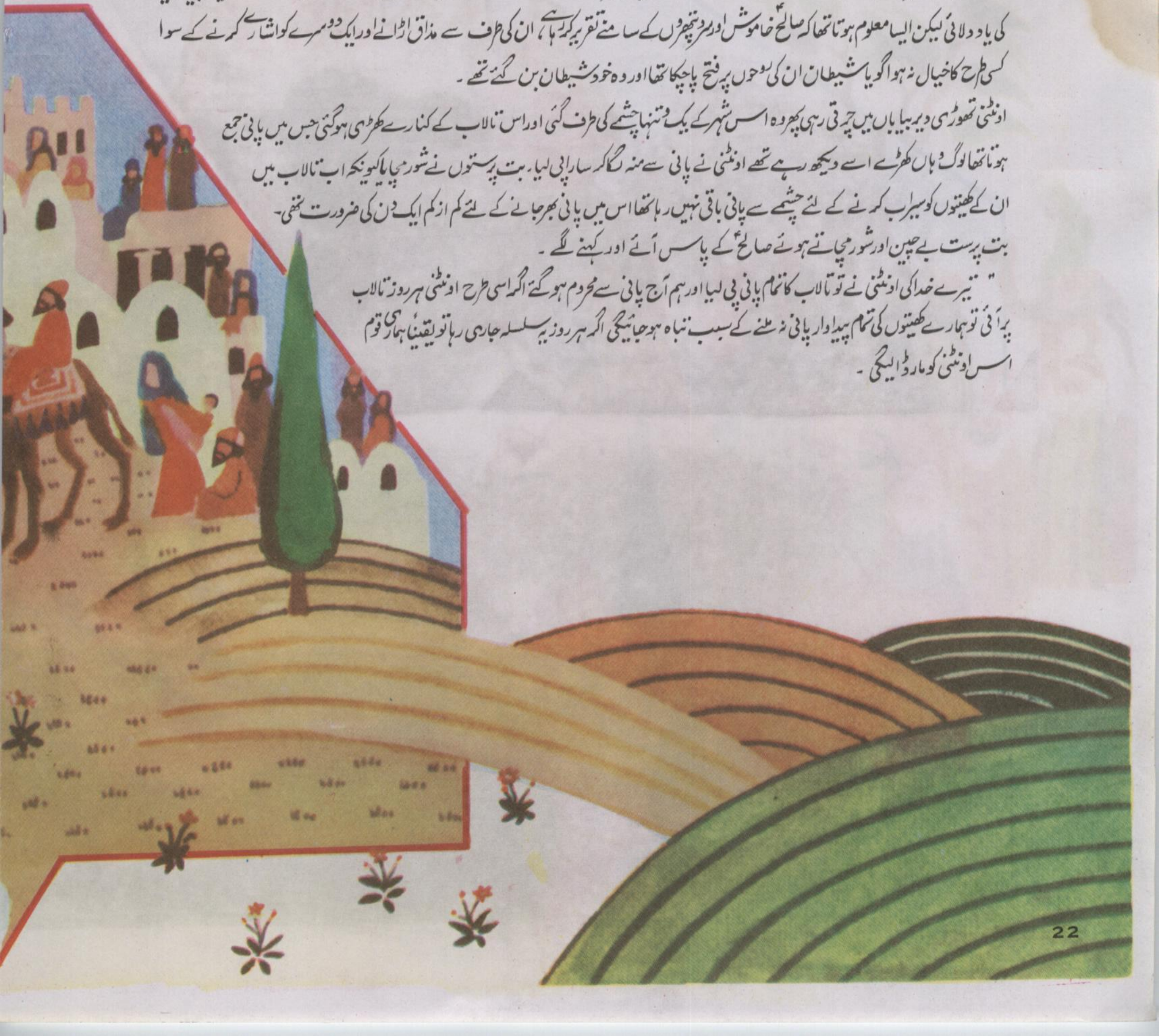

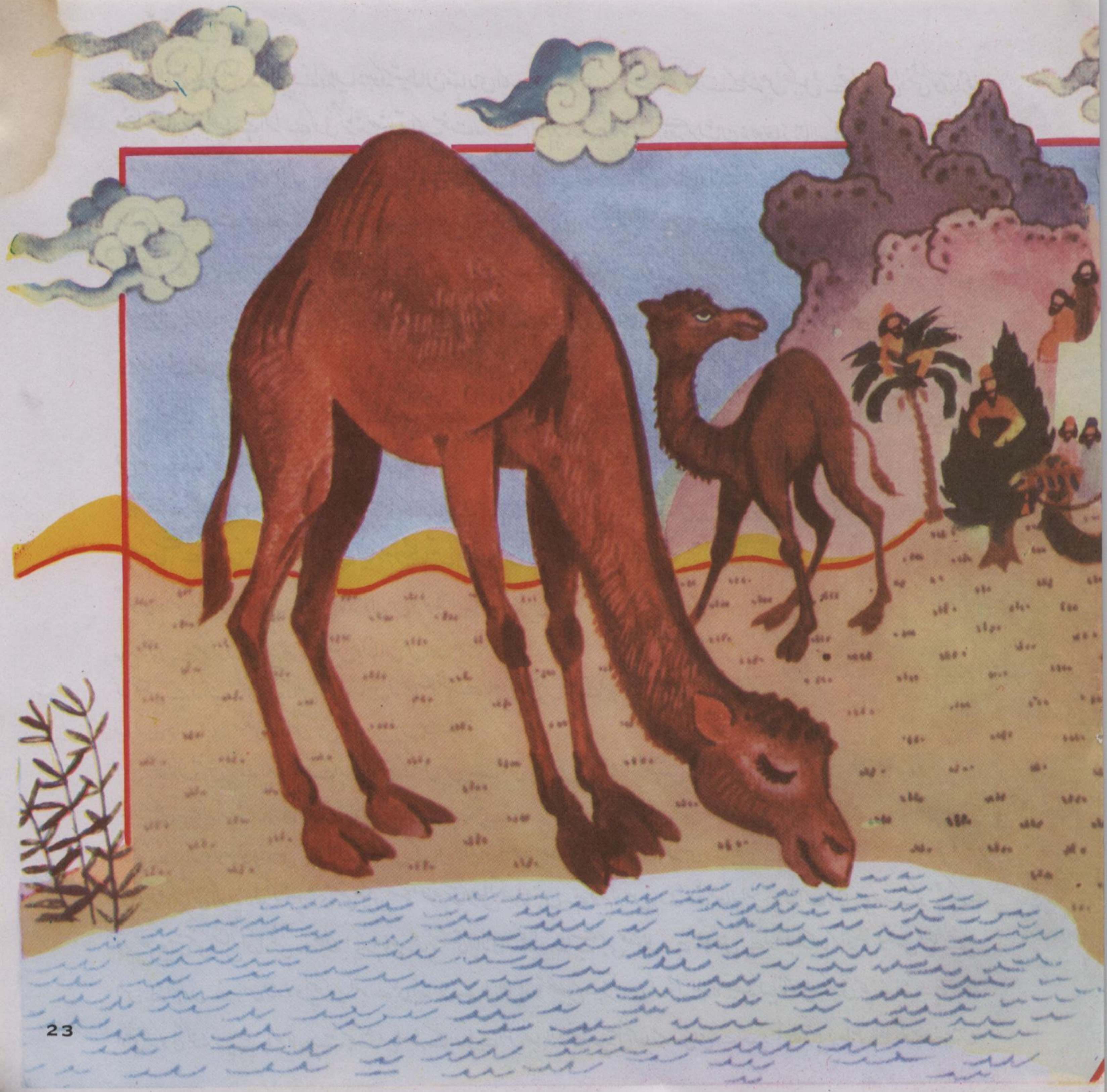

صالحؑ نے جواب دیا۔

"خبردار اونٹنی کو کوئی دکھ نہ پہنچانے اور ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہاری ایک بڑی گمراہی کے سبب تمہیں موت کے منہ میں دھکیل دے خدا نے اس اونٹنی کو تمہاری درخواست پر پیدا کیا ہے اگر اسے کوئی گزند پہنچا تو ایک سخت عذاب تمام قوم پر نازل ہوگا پانی کی وجہ سے پریشان نہ ہو جاؤ۔ تالاب کا پانی ایک دن تمہارے لئے مخصوص ہوگا اور دوسرے دن اونٹنی کے لئے، اس کے بدلے تم اونٹنی کا دودھ پی لو اور خدا کا شکر بجا لاؤ"

بت پرست جو سخت ڈر گئے تھے اور سمجھتے تھے کہ صالحؑ کوئی غلط بات نہیں کہتا انہوں نے صالحؑ کے اس مشورے پر عمل کیا کیونکہ اونٹنی بہت زیادہ مقدار میں دودھ دیتی تھی سب لوگ اسے پیتے تھے۔ صالح (ؑ) اس بڑے معجزے کے سبب کئی سال لوگوں کو خدا پرستی کی دعوت دیتا رہا اور یہ لوگ اگرچہ اس عاجز حیوان کے دودھ اور اون سے فائدہ اٹھاتے اور اس معجزے کو دیکھتے رہے پھر بھی ایمان نہ لائے۔ صالحؑ کی باتوں کا اثر چھلنی میں پانی ڈالنے کے مترادف تھا۔

بت پرست ہر روز کوئی نیا بہانہ تلاش کرتے وہ صالحؑ اور اونٹنی کی دشمنی دل میں رکھتے آخر کار صالحؑ نے ان کے ارادے کی بات فاش کر دی اس نے قوم ثمود سے کہا"

میرے خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم آخر کار اونٹنی کو مار ڈالو گے جس کے بدلے خدا تم کو بڑے عذاب میں مبتلا کر کے مار ڈالے گا۔"

اس بات سے لوگوں میں ایک کہرام مچ گیا۔ ہر جگہ باتیں ہونے لگیں۔ بت پرستوں نے کہا:

"کون اونٹنی کو مار ڈالنا چاہتا ہے؟ ہمارے دل میں تو کوئی ایسا خیال نہیں"

عام لوگوں نے چلا کر کہا کہ صالحؑ جھوٹ نہیں بولتا ان میں سے ایک نے پوچھا۔

کیا ممکن ہے کہ آپ اونٹنی کے قاتل کا نام بتائیں کہ ہم اسکو شہر سے باہر نکال دیں یا اسے قید کریں یا اسے مار ڈالیں"۔

صالحؑ نے جواب دیا "اونٹنی کا قاتل ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے"

اس پر کچھ لوگ ہنس پڑے ایک گروہ نے کہا" اونٹنی کے قتل میں بہت دن باقی ہیں ایک دوراندیش گروہ نے کہا۔

کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اس بچے کی پہچان کرائیں اور واضح طور پر بتائیں"

صالحؑ نے کہا کہ جو نومولود اونٹنی کو مار ڈالے گا اس کے بال لال اور آنکھیں سبز ہونگی۔ وہ جلد ہی دنیا میں آئے گا۔

ثمود کی قوم گھبرا گئی اگرچہ وہ خدا کو نہیں مانتی تھی لیکن اسکو معلوم تھا کہ صالحؑ جھوٹا نہیں ہے قوم کو اس بات کا ڈر تھا کہ اس پر عذاب نازل ہو کر سب کو تباہ نہ کر دے قوم یہ بھی چاہتی تھی کہ صالحؑ اور اونٹنی سے چھٹکارا پا کر اپنی بت پرستی جاری رکھے اور عذاب سے بھی محفوظ رہے۔ بعض نے تو فیصلہ کیا کہ اونٹنی کو قتل نہ ہونے دیں اس لئے انہوں نے ہر اس نومولود بچے کو پیدا ہوتے ہی اگر اس کے بال لال اور آنکھیں سبز تھیں مار ڈالنے کا فیصلہ کیا تاکہ ایسا کوئی بچہ زندہ نہ رہے۔ اور اونٹنی کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ آخر کار بہت بحث مباحثہ کے بعد اپنے اس جاہلانہ فیصلہ پر عمل کیا اس دن کے بعد دائی عورتیں ہر اس طفل کو جو دنیا میں

آتا اور اس کے بال لال اور آنکھیں سبز ہوتیں اسے مردوں کے سپرد کر تیں تاکہ اسے قتل کیا جائے جلد ہی نو نوزائیدہ بچے قتل کر دیئے گئے تعجب کی بات تو یہ تھی کہ تمام نومولود بڑے بڑے بت پرستوں کے گھرانوں میں پیدا ہوئے جس سے بت پرستوں کے دلوں میں صالح ؑ اور اونٹنی کے خلاف سخت دشمنی اور غصہ پیدا ہوا وہ صالح ؑ کو اپنے بیٹوں کے قتل کا مجرم سمجھتے تھے صالح ؑ نے نوزائیدہ بچوں کے قتل کا کوئی حکم نہیں دیا تھا اور لوگوں نے اس سلسلے میں صالح ؑ سے مشورہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ تو اپنی برائی کفر اور خوف کے سبب سے معصوم بچوں کو مار ڈالتے تھے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر خدا پر ایمان لائیں تو یہ استغفار کریں گناہوں اور برائیوں سے بچیں اور خدا سے رحمت کا تقاضا اور دعا کریں تو ان کی پریشانیوں کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن وہ عذاب نازل ہونے کے ڈر سے ایسی حرکت کرتے کہ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے بت پرست سرداروں کو بچوں کے قتل سے روک بھی نہیں سکتے تھے ایک عجیب قسم کی گھبراہٹ اور بے چینی پھیلی ہوئی تھی ۔

اسی اثنا میں لال بالوں اور سبز آنکھوں والا دسواں بچہ بت پرستوں کے امیر ترین اور بڑے سردار کے ہاں پیدا ہوا ۔ لوگ اس بچے کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اچانک وہ نو خاندان جن کے بچے قتل کئے گئے تھے اپنے رشتہ داروں اور طرفداروں کے ساتھ مخالفت پر اتر آئے اور کہا !

" کیا ہمارے بچوں کے قتل کافی نہ تھے کہ اب ہم اپنے قوم کے سردار کے بچے کو بھی اپنے ہاتھ سے قتل کریں ؟ کیا ہر وہ بات جو صالح ؑ کہے مکمل طور پر سچ ہے ؟ صالح ؑ ایک زبردست اور تجربہ کار جادوگر ہے آخر وہ کون سا شخص ہے جو اونٹنی کو قتل کرنے کا ارادہ کرے ؟ اچھا فرض کیجئے کہ کوئی شخص اونٹنی کو قتل کرنے کے درپے ہو تو اس صورت میں ہم اسکی حفاظت کرینگے اور ایسا کام نہیں کرنے دینگے ۔ بہر حال وہ دلیلیں دیتے اور بولتے رہے یہاں تک کہ لوگ بھی راضی ہو گئے اور بچے کو قتل کرنے سے باز رہے لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوئی صالح ؑ کو جھوٹا، جادوگر، جنونی، اقتدار کا طالب اور قوم میں تفرقہ پیدا کرنیوالا کہا گیا ۔ پرانی دشمنی کو پھر ہوا دی گئی ۔ دلوں میں کافرانہ آگ بھڑک اٹھی آخر کار فیصلہ ہوا کہ صالح ؑ اور اونٹنی کو قتل کر دیں ۔ اس شرارت کی ڈوری ان نو خاندانوں کے ہاتھ میں تھی جنہوں نے اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا تھا ساتھ ہی ان کے رشتہ دار اور طرفدار بھی ان کو اس فعل پر آمادہ کرنے کے درپے تھے ۔

زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ پوری قوم ان چند افراد کے سوا جو صالح ؑ پر ایمان لائے تھے صالح ؑ کو مٹانے کے لئے آپس میں متحد ہو گئی ۔ شہر میں کوئی شخص نہ تھا جو صالح ؑ کی مدد کو آتا ۔

جوں جوں فضا سازگار ہوتی گئی بت پرست صالح ؑ کو قتل کرنے کے طریقے معلوم کرنے کے لئے آپس میں مشورے کرنے لگے اور آخر کار بہت تجاویز اور جوابی تجاویز کے بعد فیصلہ ہوا کہ ان نو (۹) مقتول بچوں کے باپ مل کر صالح ؑ کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھیں ۔ قتل کا پروگرام بنایا گیا آخری فیصلہ یہ ہوا کہ مذکورہ نو آدمی دن کے وقت صالح ؑ کے پیروان کے سامنے سفر پر روانہ ہونے کے بہانے سے شہر سے نکل جائیں لیکن شہر کے نزدیک کہیں چھپ جائیں رات ہوتے ہی چھپ کر شہر میں لوٹ آئیں اور حملہ کر کے صالح ؑ کا کام تمام کر دیں بعد میں پھر شہر سے نکل جائیں اس صورت میں وہ لوگوں کی تہمت اور الزام سے بچ جائینگے نیز پیروان کے غضب سے محفوظ رہینگے ۔

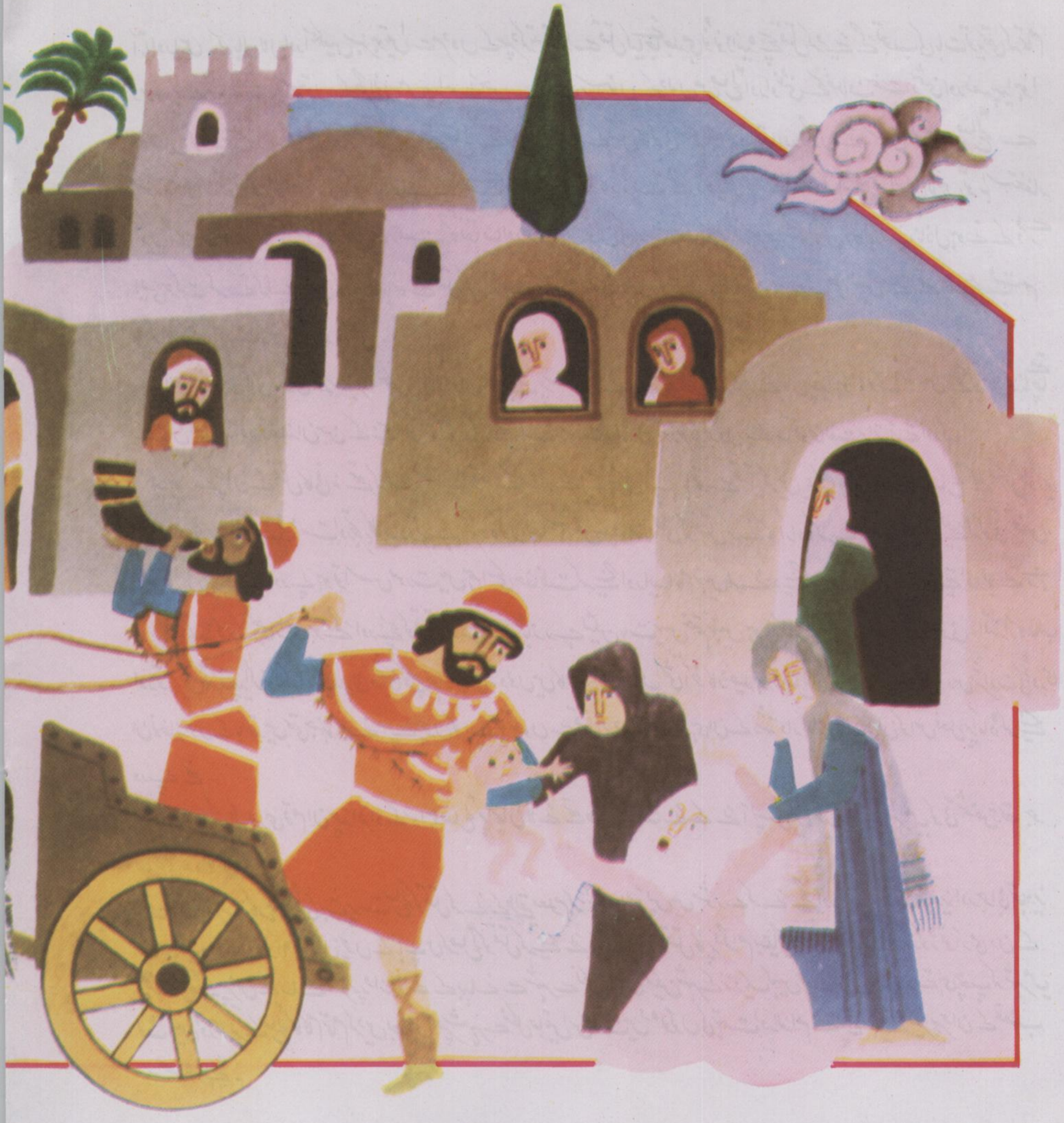

مذکورہ فیصلے کے دوسرے دن وہ نو آدمی شہر سے باہر جاکر پہاڑ کے دامن میں ایک بڑے پتھر کے سایہ میں رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ پروردگار ان کے اس ارادے اور عمل سے باخبر تھا اور اس حرکت پر غضبناک ہوا۔ اچانک ایک بڑا پتھر اس پہاڑ سے علیحدہ ہوکر ان سب پر گرا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا

خدا کے رسول کو مٹانے کی غرض سے انہوں نے جو سازش تیار کی وہ خود اس کے شکار ہو گئے۔

رات گزری صبح ہوئی۔ صالحؑ صحیح وسلامت اپنی قوم میں موجود تھا۔ بت پرست جو متوقع حادثے کے انتظار میں تھے پریشان ہو گئے وہ سمجھ گئے کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہو گا جسے پہلے سے نہیں سوچا گیا تھا وہ اٹھے اور ان نو آدمیوں کی تلاش میں شہر سے باہر چلے گئے بہت دیر تک ہر طرف ڈھونڈتے رہے آخر کار ان کی مسخ شدہ لاشیں ایک بڑے پتھر کے نیچے مل گئیں اب تو ان لوگوں کی ناراضگی کی انتہا ہو گئی بے رحمی اور ناعاقبت اندیشانہ انتقام کا جذبہ انکے رگ وپے میں سرایت کر گیا۔ تمام پچھلے واقعات سے عبرت حاصل کرنے اور توبہ کر کے خدا کی طرف لوٹ آنے کی بجائے وہ صالحؑ کے مزید دشمن ہو گئے آپس میں کہنے لگے کہ ان کے بیٹوں کا قتل ہونا کیا کم تھا کہ اب ہم بچوں کے باپ کی عزاداری اور ماتم کریں؟ لیکن وہ صالحؑ پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کر سکے وہ سوگ مناتے صالح کی دشمنی دل ہی دل میں بڑھاتے اور موقع کی تلاش میں رہتے تاکہ پہلے اونٹنی اور پھر صالحؑ کو قتل کریں۔ دشمنی ان کے دل میں باقی رہی اور آئے دن مخاصمانہ سلوک اور عداوت بڑھتی گئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ صالحؑ کی باتوں پر جو اعتماد تھا وہ بھی جاتا رہا۔

کئی سال اسی طرح گزر گئے "قذار" نامی سرخ بال اور سبز آنکھوں والا بچہ جو پیدائش کے وقت موت سے نجات پا چکا تھا ایک طاقتور جوان نکلا وہ گھرانے جن کے بچے پیدا ہوتے ہی قتل کئے جاتے تھے جب اس کا بڑھتا ہوا قد طاقت اور جسم دیکھتے تو بڑی حسرت اور افسوس سے کہتے

اگر ہمارے بیٹے بھی زندہ ہوتے تو وہ "قدار" کی طرح دلیر اور طاقتور نوجوان ہوتے" وہ ایسی باتیں کر کے صالح[۴] کے خلاف اپنی اور دوسروں کی دشمنی اور نفرت کو بڑھاتے تھے جس وقت وہ اونٹنی کو دیکھتے ان کے زخم تازہ ہو جاتے ہر روز وہ اونٹنی کو قتل کرنے کی سوچ میں رہتے۔ وہی اونٹنی جس کا وجود ان کے اور ان کی سرزمین کے لئے صرف اور صرف خیر و برکت تھا اور کئی سال سے وہ اس کے دودھ اور ان سے فائدہ اٹھاتے رہے یہ بات تو وہ سبھی جانتے تھے۔

آخر کار وہ وقت آگیا جب ان کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور شیطان نے انکو مکمل طور پر گمراہ کر دیا انہوں نے فیصلہ کیا کہ جسطرح بھی ہو سکے اونٹنی کو مار ڈالیں اس مقصد کے لئے ان کے سرداروں اور طرفداروں نے پراپیگنڈہ شروع کیا، اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے انعام مقرر کیا لیکن کوئی بھی فرد یہ کام کرنےکی جرأت نہ کر سکا اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے کسی فرد کو ڈھونڈنے کے لئے ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق کچھ نہ کچھ کرنا چاہتا تھا۔ بُت پرستوں کی خوبصورت، لڑکیوں اور عورتوں نے کہا کہ جو کوئی اونٹنی کو مار ڈالے گا وہ حق مہر یا اخراجات کے بغیر ان سے شادی کرینگی۔

شیطان نے ان کی عقل کا چراغ بجھا دیا اور وہ لوگ خود شیطان جیسے بن گئے انہوں نے اتنا پراپیگنڈہ کیا اپنا مقصد حاصل کرنےکی عرض سے انعام مقرر کیا آخر کار حضرت صالح کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی صرف ایک شخص "قدار" جس کے بال سرخ اور آنکھیں سبز تھیں اس کام کے لئے تیار ہوا۔ قوم کے سرداروں نے اس کے لئے بڑی بڑی رقوم بھیجیں، اسے "ہیرو" کا خطاب دیا گیا۔ اس پر مزید یہ کہ ایک تاج بھی۔

اس کے لئے بنایا گیا کہ جب وہ اونٹنی کو مار کر لوٹے تو اس کے سر پہ تاج رکھکر اسے اپنا سردار اور بادشاہ بنائیں ۔

قدار نے اس کام کے لئے اور سات نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ یہ خدا ناشناس گروہ اپنے مذموم مقصد کیلئے چشمے کیطرف روانہ ہوا اور ایک گوشہ میں اونٹنی کے انتظار میں چھپا رہا جب اونٹنی پانی پینے کے لئے چشمہ پہ پہنچ گئی تو اچانک قدار اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ اپنی پناہ گاہ سے نکلا قدار نے نیک شگون کے طور پر اونٹنی کے ہاتھوں کو کاٹا اس کے بعد اسکے پاؤں کو کاٹا گیا۔ اونٹنی ایک چیخ کے ساتھ زمین پر گر گئی ۔

اس کے بعد سب نے مل کر حملہ کیا، کلہاڑی، نیزہ اور شمشیر مار مار کر اس حیوان کا خاتمہ کیا۔ اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کو مردہ حالت میں دیکھا تو پہاڑ کی طرف بھاگ گیا قدار اور اس کے ساتھی اسے مار ڈالنے کے لیے اسکے پیچھے دوڑے لیکن وہ اس تک نہ پہنچ سکے اور وہ پہاڑ میں غائب ہو گیا۔

جونہی اونٹنی کے مارے جانے کی خبر شہر میں پہنچ گئی، بت پرست خوشی کے نعرے لگاتے اور تاج اپنے ساتھ لئے قدار اور دوسرے جوانوں کے استقبال کیلئے

چلے گئے۔ جشن اور رقص و سرور کا منظر تھا وہ اپنی خوشی کا اس طرح سے اظہار کر رہے تھے گویا ایک عظیم فخریہ کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔

یہ خبر صالحؑ تک پہنچ گئی جب لوگ قاتلوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے تو راستے میں صالحؑ اور مومنو کے گروہ سے آمنا سامنا ہوا جو اونٹنی کی طرف جا رہے تھے صالحؑ کو دیکھ کر سب پر خاموشی چھا گئی۔ صالحؑ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"خدا کی اونٹنی کو مار کر خوشیاں مناتے ہو اب عذاب کا انتظار کرو"

لیکن بت پرست نہ تو ڈرے اور نہ کوئی شرمندگی محسوس کی۔ مومنوں کا گروہ سمجھتا تھا کہ عذاب جلد نازل ہوگا اور تمام بت پرست قوم تباہ ہو جائیگی وہ عذاب کے ملتوی ہونے کا کوئی طریقہ ڈھونڈنا چاہتے تھے تاکہ اگر کوئی گروہ توبہ کر لے تو دائمی عذاب سے نجات پالے پھر انہوں نے محض بھلائی کی خاطر صالحؑ سے پوچھا کہ کیا خدا کے عذاب کو ٹالنے کا کوئی طریقہ بھی ہے کیونکہ شاید کوئی گروہ تاسف سے توبہ کرے اور یہ توبہ قبول ہو جائے۔

صالحؑ نے پوچھا کہ اونٹنی کا بچہ کدھر ہے؟ اگر اسے ڈھونڈ کر قوم کے پاس رکھا جائے تو جب تک وہ قوم میں موجود ہوگا عذاب نازل نہیں ہوگا۔

بعض اشخاص نے کہا کہ اونٹنی کے بچہ کو پہاڑی علاقے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ مومنوں کا ایک گروہ صالحؑ کے ساتھ

ا اس پہاڑ کی طرف جہاں وہ اونٹ بھاگ کر گیا تھا ۔ جانکلا ، پہاڑ کی چوٹی پر انہوں نے اس چھوٹے اونٹ کو دیکھا لیکن جب اس کے پاس پہنچنا چاہا وہ حیوان بھاگ گیا ۔ صالح (ع) آگے بڑھے جب حیوان کی نگاہ ان پر پڑی تو تین بار فریاد کی اور پھر فوراً پہاڑ میں غائب ہو گیا ۔ اس کے بعد بہت تلاش کی گئی لیکن جب اسے نہ دیکھا گیا تو سب واپس آئے صالح (ع) کو اطلاع دی کہ اونٹ نہیں ملتا ۔ صالح (ع) نے فرمایا

اب قوم کی نجات کی کوئی امید نہیں ۔ قوم کی زندگی صرف تین دن ہے ۔ چوتھے روز عذاب نازل ہوگا" بہت سے بت پرست تو اب بھی اس اونٹنی کے گوشت سے جسے انہوں نے ناحق مار ڈالا تھا اپنا اپنا حصہ لے رہے تھے ۔

حضرت صالح (ع) نے بت پرستوں سے کہا ۔

" کل تمہارے چہروں کا رنگ پیلا ، پرسوں سرخ اور اگلے روز کالا پڑ جائے گا ۔ چوتھے روز تمہارے لئے نجات کا کوئی راستہ نہ ہوگا"

کیا خدا نے تین دن کی مہلت اس لئے دی تھی کہ ثمود کی قوم اس دوران اپنے کئے پر پشیمان ہو اور توبہ کر کے عذاب ، بدبختی سے نجات پائے عجیب بات تو یہ ہے کہ اس مدت میں قوم کے ایک آدمی نے بھی توبہ نہیں کی اور صالح ؑ کے پیروان میں شامل نہیں ہوا ۔

آخر کار تین روز وہی ہوا جس کی پیشین گوئی حضرت صالحؑ نے کی تھی اور چوتھے روز آسمان سے اچانک ایک ایسی اونچی اور خوفناک گرج شہر کی فضا پہ گونجی جس کی ہیبت سے تمام کافر فوراً ہلاک ہو گئے قوم ثمود میں سے حضرت صالحؑ اور ان کے پیروان کے سوا ایک آدمی بھی موت سے نہ بچ سکا اہل ایمان نے حضرت صالحؑ کے ساتھ شہر سے ہجرت کر کے کسی اور سرزمین پر رہائش اختیار کی۔ بہ زبان شاعر۔

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی وہاں روزگار کے
اسکو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

اگر آپکو حجاز سے شام جاتے ہوئے قدیم تجارتی گزرگاہ پر سے گذرنے کا اتفاق ہو تو آپ کو ایک کسی قدر اونچے پہاڑ کے دامن میں گزرگاہ سے کچھ فاصلے پر ایک شہر کے کھنڈرات نظر آئیں گے۔ شہر کے بعض مکانات پتھروں کو کاٹ کر بنائے گئے۔ پتھروں کے بنے ہوئے یہ مکانات کئی سال پیشتر دولت مند اور طاقتور لوگوں کے استعمال میں تھے۔ جن کی چھتیں دروازے، دیواریں وغیرہ بارش، ہوا اور صدیوں غیر آباد رہنے سے گر گئی ہیں اور ساتھ ہی صحراؤں کی مٹی اور ریت کی تہہ ان پر جم گئی لیکن ایک آدھ جگہ اب بھی محفوظ ہے تو آپ ایسی محنت مشقت پر حیران ہوں گے اس عظیم لیکن درودیوار کے بغیر شہر کے کھنڈرات آپ کے شوقِ تجسس میں اضافہ کریں گے اور ذہن میں سوال ابھرے گا کہ آخر یہ کیسا شہر تھا کیوں اس طرح ویران اور بے آباد ہو گیا اور یہ خاموشی کیوں برقرار رہی؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں زندگی کے آثار نہ رہے آپ کو فرصت کے لمحات میں سوچنا چاہیئے اور عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

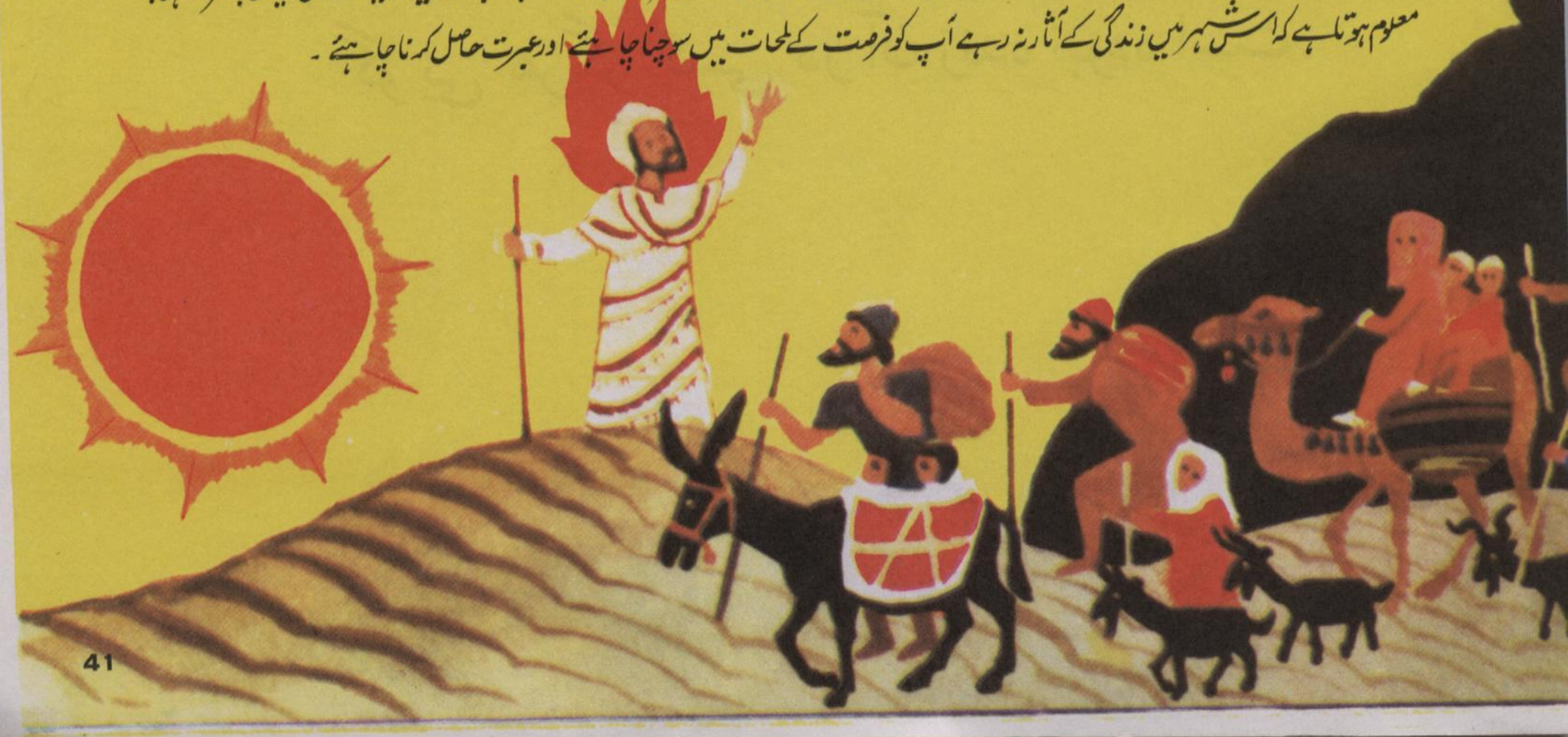

گویی خاک مرگ بر سر شهر ریخته اند؛
گویی هرگز کسی در آن زنده نبوده است.